ایمان اور برکت

سید قطب شہیدؒ

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ (الاعراف ۷:۹۶)

اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے، مگر انھوں نے تو جھٹلایا، لہٰذا ہم نے اس بری کمائی کے حساب میں انھیں پکڑ لیا جو وہ سمیٹ رہے تھے۔

یہ اللہ کی سنت جاریہ کا ایک دوسرا پہلو ہے کہ اگر بستیوں کے لوگ جھٹلانے کے بجائے مان لیتے اور بدکرداری کے بجائے تقویٰ کی راہ اختیار کرتے تو اللہ ان پر آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتا اور بلاحساب ان کو دیتا رہتا۔ آسمانوں سے اور زمین سے ان پر برکات کی بارش ہوتی۔ قرآن نے جو انداز تعبیر اختیار کیا ہے، اس کے پیش نظر ہم اسے ہر طرح کی فراوانی سے تعبیر کر سکتے ہیں جو کسی ایک جنس ضرورت کے ساتھ خاص نہیں ہے، یعنی ہر قسم اور ہر نوع کی فراوانی۔

اس آیت میں ہم پر ایک عظیم حقیقت منکشف ہوتی ہے۔ اس حقیقت کا تعلق بہ یک وقت انسانی نظریات اور انسانی زندگی کے حقائق سے بھی ہے اور اس پوری کائنات کے حقائق سے بھی۔ اس کے اندر انسانی تاریخ کا اہم عنصر اور عامل بھی بیان کیا گیا ہے۔ دنیا کے انسانوں کے وضع کردہ نظام ہاے حیات نے اس اہم عنصر کو مکمل طور پر نظرانداز کیا ہے بلکہ اس کا انکار کیا ہے۔

وہ عنصر ہے اللہ پر ایمان اور اس سے تقویٰ۔ یہ عنصر انسانی زندگی کے حقائق سے جدا چیز نہیں ہے اور نہ انسانی تاریخ سے بلکہ ایمان باللہ اور تقویٰ وہ چیزیں ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی برکات نازل فرماتے ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے، اور اللہ سے زیادہ ایفاے عہد کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

ہم لوگ جو اللہ پر ایمان لانے والے ہیں، ہمارا شیوہ تو یہ ہے کہ اللہ کے اس عہد کو تسلیم کرتے ہیں،

اس کی تصدیق کرتے ہیں' اس کے اسباب و علل کو سمجھنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے' اور اس آیت کے مفہوم و مدعا کی تصدیق میں لمحہ بھر تردد بھی نہیں کرتے۔ اس لیے کہ ہمارا ایمان تو ہے ہی ایمان بالغیب۔ اس ایمان کے تقاضے کے طور پر ہم اللہ کے اس عہد کی تصدیق کرتے ہیں۔

اس کے بعد' ہم اللہ کے اس عہد پر غوروفکر کرتے ہیں کیونکہ اللہ نے خود حکم دیا ہے کہ تم قرآن میں غوروفکر کرو اور غوروفکر کے بعد ہمیں اس بات کی ماہیت و حقیقت کا علم بھی ہو جاتا ہے۔

اللہ پر ایمان لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کی فطرت زندہ ہے اور فطری حقائق کے ادراک اور قبول کرنے کی اہلیت اس میں موجود ہے۔ ایسے شخص کا ادراک سچا ہے اور اس کی انسانی بنیاد صحیح و سالم ہے اور اس شخص کے ذہن میں اس قدر وسعت ہے کہ وہ اس کائنات کے حقائق کا ادراک کر سکے۔ یہ تمام امور عملی زندگی میں انسان کی کامیابی کے ضامن ہیں۔

اللہ پر ایمان ایک ایسی قوت ہے جو انسان کو آگے بڑھاتی ہے۔ یہ انسانی شخصیت کی منتشر قوتوں کو جمع کر کے انھیں ایک جہت اور رخ پر ڈال دیتی ہے۔ انسانی شخصیت اللہ کی قوت کی مدد سے اس جہت میں آگے بڑھتی ہے۔ اس زمین پر اللہ کے اقتدار اعلیٰ کے قیام کے لیے جدوجہد کرتی ہے اور کرۂ ارض کی تعمیر میں لگ جاتی ہے۔ نتیجتاً اس کرۂ ارض سے فتنہ و فساد کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے اور انسان زمین کی تعمیرو ترقی میں لگ جاتا ہے۔ اس طرح کا انسان عملی زندگی میں کامیاب رہتا ہے۔

اللہ پر پختہ ایمان انسان کو اپنی خواہشات کی غلامی اور دوسرے انسانوں کی غلامی سے نجات دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دوسری تمام غلامیوں سے آزاد صرف اللہ کا غلام انسان ہی اس کرۂ ارض پر خلافت راشدہ کا صحیح نظام قائم کر سکتا ہے۔ ایسا شخص ان لوگوں سے قوی تر ہوگا جو ایک دوسرے کے غلام ہیں یا اپنی خواہشات کے غلام ہیں۔

خدا کا خوف ایک دانش مندانہ بیداری ہے۔ اس سے انسان سرکشی' غرور' بے راہ روی جیسے اخلاقی عیوب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس کی سرگرمیاں اعتدال اختیار کر لیتی ہیں اور اس کی زندگی کا اسلوب سنجیدہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی پوری جدوجہد محتاط ہو جاتی ہے۔ وہ سرکشی کا ارتکاب کر کے اپنی حدود سے آگے نہیں بڑھتا اور اپنی زندگی کو صالحانہ حدود میں رکھتا ہے۔

ایک صالح انسان کی زندگی توازن اور اعتدال پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ قدم آگے بڑھانے اور پیش آنے والی رکاوٹوں کے درمیان توازن پیدا کر لیتا ہے۔ وہ زمین پر محنت کرتا ہے اور آسمان کی طرف نظریں اٹھائے ہوئے ہوتا ہے۔ وہ ہوائے نفس' سرکشی اور حق تلفی سے پاک ہوتا ہے اور اس کے دل میں ہروقت خوف خدا ہوتا ہے۔ ایسا شخص' ایک صالح' نتیجہ خیز اور مفید کردار کا مالک ہوتا ہے اور ایسا ہی شخص اللہ کی امداد کا

مستحق ہوتا ہے۔ ایسے شخص کے اوپر برکات الٰہی کے سائے نزول کرتے ہیں۔ اس کے کام میں خیروبرکت ہوتی ہے اور اس کی زندگی پر فلاح سایہ فگن ہوتی ہے۔ اس کی زندگی بظاہر اسباب کے مطابق چل رہی ہوتی ہے لیکن درحقیقت ایک غیبی قوت اس کی مددگار ہوتی ہے۔

وہ برکات جو مومنین اور اہل تقویٰ پر سایہ فگن ہوتی ہیں وہ مختلف النوع ہوتی ہیں۔ اس آیت میں ان کی تفصیلات نہیں دی گئی ہیں لیکن وہ یقیناً موجود ہوتی ہیں۔ اس آیت میں جو اشارات ہیں ان سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ان پر ہر جانب سے برکات کا نزول ہو رہا ہوتا ہے۔ ہر طرف سے برکت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ اس سے مراد ہر قسم و نوع کی برکات ہیں۔ ہر شکل و صورت میں ان کا نزول ہوتا ہے۔ بعض ایسی ہیں جو لوگوں کے وہم و خیال میں بھی نہیں ہوتیں اور بعض ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو وہ سمجھتے ہیں۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ پر ایمان لانا اور اللہ سے تقویٰ کرنا' محض نجی مسئلہ ہے اور اس کا انسان کی عملی اور اجتماعی زندگی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے' ایسے لوگوں نے دراصل ایمان کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ وہ دیکھیں کہ اللہ کے نزدیک تو ایمان کا عملی اور اجتماعی زندگی کے ساتھ تعلق موجود ہے' اور اس پر خود اللہ گواہی دے رہا ہے' اور اللہ کی شہادت کافی شہادت ہے۔ اور اللہ اسے ان باتوں سے متعلق کرتا ہے جن کے بارے میں لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ عملی اور اجتماعی زندگی کے معاملات ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں: "ہم مسلمان ہیں اور ہمارے اوپر رزق کے دروازے بند ہیں اور ہمارے حصے میں خشک سالی اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ اقوام ایسی ہیں جو نہ مومن باللہ ہیں اور نہ اہل تقویٰ میں سے ہیں لیکن ان پر ہر طرف سے رزق کی بارش ہو رہی ہے۔ ان کے پاس بے پناہ قوت ہے اور وہ دنیا میں بااثر ہیں۔ لہٰذا سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا آیت میں جس سنت الٰہیہ کا ذکر ہوا ہے وہ ہم پر صادق کیوں نہیں آتی؟"

دراصل ایسے لوگوں نے اس مسئلے کے صرف ظاہری اور سطحی پہلو کو لیا ہے۔ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں' وہ مومن اور متقی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے' نہ ان لوگوں نے خالصتاً اللہ کی بندگی اور غلامی کا رویہ اپنایا ہے۔ ان کی عملی زندگی میں لا الٰہ الا اللہ کی شہادت موجود نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اپنے میں سے بعض غلاموں کی غلامی کر رہے ہیں۔ "یہ" غلام ان کے الٰہ بنے ہوئے ہیں اور ان کے لیے قانون بناتے ہیں اور نہ صرف قوانین بناتے ہیں بلکہ ان کے لیے حسن و قبح کی اقدار بھی تجویز کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے لوگ کہاں مومن ہیں۔ مومن کا تو فریضہ ہی یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو ختم کر دے جو ان پر مقتدر اعلیٰ بنے ہوئے ہیں۔ مومن کا تو پہلا عمل یہ ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی کو بھی الٰہ و رب نہ بنائے جو ان پر اپنے قوانین اور اپنا نظام نافذ کرے۔ جب ایسے مدعیان کے اسلاف حقیقی مومن اور مسلم تھے تو

ان کے سامنے پوری دنیا سرنگوں تھی' ان پر آسمان و زمین کی برکات کی بارش ہوتی تھی' اور ان کے ساتھ ان کے رب کا وعدہ سچا تھا' کیونکہ وہ خود سچے تھے۔

رہے وہ لوگ جن پر رزق کے دروازے کھول دیے گئے ہیں' تو یہ بھی سنت الٰہیہ کا ایک حصہ ہے۔ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ (الاعراف ۷:۹۵) "پھر ہم نے ان کی بدحالی کو خوش حالی سے بدل دیا یہاں تک کہ وہ خوب پھلے پھولے اور کہنے لگے کہ ہمارے اسلاف پر بھی اچھے اور برے دن آتے ہی رہے ہیں"۔ ان لوگوں پر جو انعامات ہوتے ہیں وہ دراصل ان کے لیے ابتلا و آزمایش ہے' اور یہ ابتلا' مصیبت کی ابتلا سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ کفار پر جو انعامات ہوتے ہیں اور اہل ایمان پر جو انعامات ہوتے ہیں' ان کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ برکت الٰہی بعض اوقات ایک قلیل چیز میں بھی اپنے رنگ دکھاتی ہے۔ جب انسان ایک تھوڑی چیز سے اچھی طرح فائدہ اٹھاتا ہے اور امن و سکون کے ساتھ خوشی اور اطمینان محسوس کرتا ہے۔ دوسری جانب بڑی بڑی ترقی یافتہ اور مال دار اقوام ایسی ہیں جو پریشانی اور عدم اطمینان کی زندگی بسر کرتی ہیں۔ بظاہر وہ نہایت ہی امن و امان سے زندگی بسر کرتی ہیں مگر ان کے افراد کے درمیان کوئی تعلق باقی نہیں ہے' افراد معاشرہ کے درمیان بے چینی کا دور دورہ ہے' اور قریب ہے کہ یہ اقوام مکمل طور پر تباہ ہو جائیں۔ سازوسامان بسیار مگر اطمینان مفقود ہے۔ ہر چیز کی فراوانی ہے' لیکن لوگ بدکردار ہیں۔ ان کی خوش حالی ہی ان کے برے مستقبل کا پتا دے رہی ہے' یہ خوش حالی ان کے لیے انتقام الٰہی کا سبب ہے۔

اہل ایمان کو جو برکات ملتی ہیں' ان کے کئی رنگ ہیں۔ ان کی ضروریات کی چیزوں میں برکت ہوتی ہے' ذات انسانی میں برکت ہوتی ہے' انسانی شعور میں برکت ہوتی ہے' پاکیزہ زندگیوں میں برکت ہوتی ہے' اور ان برکات کے نتیجے میں زندگی بڑھتی ہے اور اس کے اندر سکون و اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ہر طرف سہولیات تو وافر ہوں اور انسان جسمانی اور نفسیاتی پریشانیوں میں مبتلا ہو (فی ظلال القرآن' ترجمہ: سید معروف شاہ شیرازی' جلد سوم' ص ۱۷-۲۰)۔

ماہنامہ پکار ملت' لاہور کی منفرد پیش کش

بیسویں صدی نمبر

زندہ مسائل پر اہل علم و فکر کی فکر انگیز تحریریں

رابطہ دفتر: چغتائی الیکٹرک کنسرن' ملتان روڈ' لاہور- فون: 7571946